بحث ونظر

مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی*

(قسط ۳)

اسلام......مذہب رواداری یا دہشت گردی و انتہاپسندی؟!

جبکہ دوسری عالمی جنگ میں ۳۵ ملین انسان ہلاک ہوئے۔ بیس بلین ہاتھ پاؤں سے معذور ہوئے۔ سترہ ملین لیٹر خون زمین پر بہایا گیا۔ بارہ ملین حمل ساقط ہوئے۔ تیرہ ہزار پرائمری وسیکنڈری سکول' چھ ہزار یونیورسٹیاں اور آٹھ ہزار لیبارٹریاں ویران وبرباد ہوگئیں۔ (۱۰۵)

جنگ عظیم دوم کے اختتام پر اخبارات میں یہ خبر لگی کہ روس نے امریکی کارخانوں سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ چالیس لاکھ مصنوعی ٹانگیں تیار کریں جو جنگ میں لنگڑے لولے ہوجانے والے فوجیوں کو لگائے جائینگے۔ (۱۰۶)

مذکورہ بالا تمام واقعات میں مذہبی انتہاءپسندی بنیادی عنصر کے طور پر یا دیگر اسباب کیساتھ ایک بنیادی سبب کے طور پر کارفرما رہی ہے۔ اب آیئے دیکھتے ہیں ماضی قریب یا زمانۂ حال میں مذہبی انتہاءپسندی کی کیا حالت ہے۔

عصر حاضر میں مذہبی انتہاءپسندی کی مثالیں

انسان نے اکیسویں صدی میں قدم رکھا۔ اس نے بے مثال سائنسی ترقی کی۔ ہوا کے دوش پر اڑ کر مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنے لگا۔ مواصلات کے برق رفتار نظام' ڈاک' ٹیلیفون' موبائل فون اور فیکس وغیرہ نے انسان کا انسان کے ساتھ رابطہ مستحکم' ہمہ وقت اور تیز کردیا۔ ریڈیو' ٹی وی' کیبل نیٹ ورک نے اسے پل پل کی خبروں سے باخبر رکھا۔ اب وہ جنگل میں رہ کر گھربار کے احوال سے باخبر اور مستقل رابطے میں رہتا ہے۔ کمپیوٹر' انٹرنیٹ اور اس کی متنوع دنیا نے علوم وفنون اور معلومات کو ہر انسان کے دسترس میں دے دیا ہے۔ ایک عظیم الشان کتب خانہ چند روپوں کی ایک سی ڈی میں ڈال کر کوئی بھی جیب میں پھرا سکتا ہے۔ ان آسائشوں اور اس طرح کی دیگر سائنسی آلات نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں (Global Village) میں تبدیل کردیا ہے۔

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان نے مادی ترقی تو کرلی ہے مگر خود اپنے طور پر روحانی اور اخلاقی لحاظ سے روز بروز دیوالیہ پن کا شکار ہوتا جارہا ہے۔ سائنس نے اگر اسے سہولتیں دی ہیں تو دنیا کو آناً فاناً تباہ کرنے کا ذریعہ ''ایٹم بم'' بھی ہوس گیر ہاتھوں میں دیدیا ہے۔ بے حیائی' فحاشی اور تن آسانی کے رسواکن تحفوں سے بھی نوازا ہے۔ مذہبی' علاقائی'

---

* ڈائریکٹر مرکز تحقیق اسلامی' پشاور

نسلی اور رنگوں کے تعصّبات نے جلتی پر تیل کا کام دیا ہے۔ جس سے جنگل کا قانون ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' نافذ ہو چکا ہے۔ قبر کے کیڑوں کی طرح کہ لاش ختم ہونے کے بعد ایک دوسروں پر پل پڑتے ہیں ہر بڑی طاقت چھوٹی طاقت کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ ہر ایک اپنی بالاتری کی سرگرمی (Struggle For Existance) کیلئے سرگرم عمل ہے۔ اس صورتِ حال سے ساری دنیا عموماً اور عالمِ اسلام خصوصاً متاثر ہوا ہے۔ عالمِ اسلام انڈونیشیاء سے مراکش تک اور اندلس سے یمن تک' یہودیت' عیسائیت' اشتراکیت' اشتمالیت' سوشلزم' لادینیت' افرنگیت' برہمنیت اور مغربی طاغوتی طاقتوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے۔ مغرب کی یہودی لابی نے دنیائے عرب کی پیٹھ میں اسرائیل کا چھرا گھونپ دیا ہے۔ اپنے خبثِ باطن کو چھپا کر اسے ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' قرار دیتے ہوئے بھی ان کے منہ سے کبھی بے خیالی میں نکل جاتا ہے کہ ''صلیبی جنگوں کا دوبارہ آغاز ہو چکا ہے''۔

کشمیر' فلسطین' عراق' افغانستان' بوسنیا' چیچنیا' ایران اور لیبیا پر حملے اور ان کے خلاف عالمی پابندیاں اسی جذبے کی عکاسی کرتی ہیں۔ مسلمان کی مثال ایسی بن چکی ہے جیسے ایک ظالم نے کسی مظلوم کو دبوچا ہو۔ اس پر گھونسوں اور لاتوں کی بارش کر رہا ہو لیکن اگر مظلوم آہ وفریاد کیلئے منہ کھولے تو اس کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ مزید رسید کر کے کہا جاوے کہ ''چپ کر بدمعاش''۔ مسلمان کو ہر جگہ پیٹا بھی جارہا ہے اور ''دہشت گرد'' و ''انتہاء پسند'' کے طعنے بھی دیئے جارہے ہیں۔ عالمی طاغوتی طاقتوں کی قانونی پشت پناہ اقوامِ متحدہ (UNO) بظاہر خاموش تماشائی اور بے بس بیٹھی ہے مگر درپردہ وہ ان کی مذموم خواہشات کی تکمیل میں ممد ومعاون ہے۔ آیئے عالمی سطح پر انتہاء پسندانہ عزائم کے مظاہر کا جائزہ لیں۔

امریکہ :

روسی ریاستوں کا شیرازہ بکھرنے کے بعد امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور کے طور پر اُبھرا۔ اس نے برداشت اور رواداری اپنانے کے بجائے پوری دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھنا شروع کیے۔ امریکہ داخلی طور پر ماضی میں بدترین نسلی امتیاز کا شکار رہا ہے۔ اب بھی نسلی تعصب امریکی معاشرے کی پیشانی پر بدنما داغ ہے۔ امریکہ میں سیاہ فاموں کو رسوا کرنا امریکی تہذیب کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ وہاں پر سیاہ فاموں کو سفید فاموں کے ہم پلہ بننے کیلئے آگ اور خون کے دریا سے گذرنا پڑا۔ انصاف' مساوات اور فراخ دلی کے کھوکھلے نعروں کے باوجود مذہبی اور نسلی امتیاز کو روز بروز ہوا دی جارہی ہے۔ خواتین کی آزادی کے نام پر خواتین عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ امریکی میڈیکل ایسوسی ایشن کی ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر سال ۸ لاکھ خواتین زنا بالجبر کا شکار ہوتی ہیں۔ ہر پندرہ سیکنڈ کے بعد ایک خاتون بے آبرو ہوتی ہے۔ ان میں ۱۹ تا ۲۱ سال کی خواتین زیادہ ہیں۔ روزانہ ۱۵ تا ۲۵ سال عمر کی خواتین کی لاشیں ملتی ہیں۔ (۱۰۷)

بڑی طاقتیں بے تحاشا جنگی ساز وسامان تیار کرتی ہیں جس کی فروخت کیلئے انہیں منڈیوں کی تلاش ہوتی

ہے۔ یہ طاقتیں مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ایک تیر سے دو شکار کھیلتی ہیں۔ اسکی ایک مثال عراق ایران جنگ ہے۔ ۱۹۷۹ء میں ایران میں وہاں کا مذہبی انقلاب آیا۔ امریکہ کو خطرہ تھا کہ اسلامی دنیا کیلئے یہ انقلاب نمونہ بن کر دوسرے اسلامی ممالک اسکی تقلید نہ کرلیں۔ عراق ان دنوں تیل کی دولت سے اسلحہ سازی کے ارتقائی مراحل طے کر کے ایٹمی طاقت حاصل کر رہا تھا۔ امریکہ نے عراق کی قیادت کو شیشے میں اتار کر ایران پر حملے کیلئے برانگیختہ کیا۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۸ء تک دونوں ملک بے فائدہ جنگ لڑتے رہے اس جنگ میں چار لاکھ عراقی اور چھ لاکھ ایرانی مارے گئے۔ اور بیسوؤں ارب ڈالر خرچ ہوئے۔ جس سے نہ صرف دونوں ملکوں بلکہ عالم اسلام کی قوت اور اتحاد کو سخت دھچکا لگا۔

اس طرح بڑی طاقتیں مشرق وسطی سے تیل اور دوسری دولت ہتھیانے کی فکر میں رہتی ہیں۔ ایک بار پھر عراق' امریکہ کے دام فریب میں آگیا اور یکم اگست ۱۹۹۰ء کو کویت پر حملہ کر بیٹھا، امریکہ کو موقع ملا اور عراقی جارحیت کے جواب کے بہانہ پر عرب ممالک میں اپنا فوجی تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس دوران سعودی عرب اور کویت کو نہ صرف ہتھیار فروخت کئے بلکہ فوج اور جنگ کے بھاری اخراجات بھی وصول کئے اور سعودی عرب جو عالم اسلام پر اپنا مال خرچ کرتا تھا اب اندرونی طور پر ٹیکسز لگانے پر مجبور ہو گیا۔

دنیا کے واحد سپر پاور ''امریکہ'' کو اسرائیل کیخلاف اقوام متحدہ کی ۶۰ کے قریب قرار دادیں نظر نہیں آتیں آج تک ایک قرارداد پر عمل نہیں کروا سکا۔ مگر عراق کیخلاف ایک قرارداد کی بنیاد پر پورے ملک کو نیست و نابود کر دیا۔

امریکہ نے دوبار عراق کے خلاف فوج کشی کر کے تاریخ میں بدترین بربریت اور وحشت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے اتحادیوں کے ذریعہ عراق کے خلاف پہلی جنگ میں ۴۲ دنوں میں ۸ ہزار ٹن بارود برسایا جو ہیروشیما پر گرائے جانے والے بارود سے سات گنا زیادہ تھا۔ امریکی وزارت دفاع پنٹاگون کے مطابق ایک لاکھ دس ہزار بم برسائے گئے۔ یعنی ۴۲ دنوں میں اس جنگ میں اوسطاً ہر دو منٹ بعد ایک بم گرایا گیا اور یہ سارے بم جنگی نوعیت کی اہمیت والی جگہوں کے علاوہ کنوؤں' پانی کے ذخیروں اور رہائشی مقامات پر گرائے گئے۔ اس جنگ میں تقریباً دو لاکھ عراقی فوجی اور سویلین کام آئے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا ۶ راگست ۱۹۹۰ء کا فیصلہ اس سے بھی زیادہ بھیانک نتائج کا حامل تھا۔ عالمی سطح پر سلامتی کے ٹھیکیداروں کے اس فیصلہ کے نتیجہ میں عراق پر تجارتی پابندیاں عائد کئے جانے کے نتیجہ میں پانچ سال کے اندر اندر پانچ لاکھ عراقی باشندے موت کے منہ میں چلے گئے۔ ۵ سال اور اس سے کم عمر کے ساڑھے تین لاکھ بچے لقمہ اجل بن گئے۔ [۱۰۸] عرب عراق جنگ میں عرب دنیا کو ۶۰۷ بلین ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے جو کہ پوری دنیا کے بیرونی قرضوں کی رقم سے دوگنا ہے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں ایک بڑا سانحہ پیش آیا۔ ہائی جیکروں نے جہازوں کو اغوا کر کے نیویارک کی مشہور ترین عمارت ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا کر اس بلڈنگ کو زمین بوس کر دیا اس میں موجود چار ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔

حملہ کا ذمہ دار اُسامہ بن لادن اور اس کی تنظیم القاعدہ کو ٹھہرایا گیا۔ امریکہ نے طالبان کو الٹی میٹم دیا کہ بن لادن سمیت القاعدہ کے اہم ارکان امریکہ کے حوالے کئے جائیں۔ طالبان نے اس کے جواب میں کہا کہ بن لادن پر افغانستان کے اندر مقدمہ چلایا جائے گا۔ امریکہ نے اس تجویز کو مسترد کیا اور اُسامہ کے حوالہ نہ ہونے کی صورت میں ۷ راکتوبر کو امریکہ نے شمالی اتحاد کی مدد سے طالبان کے خلاف افغانستان پر حملہ کر دیا۔ دو مہینے کے اندر اندر طالبان حکومت ختم کر دی گئی۔ افغانستان پر تاریخ کی بدترین جنگ مسلط کر دی گئی۔ تورا بورا میں اسامہ کو ختم کرنے کیلئے وہ بم استعمال کئے گئے جس سے کئی میلوں تک آکسیجن ختم ہو جاتی تھی اور انسانوں سمیت ہر ذی روح ختم ہو جاتا۔ اس بمباری میں تقریباً تیس ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ بے گناہ ہزاروں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور سینکڑوں عمارتیں ملبہ کا ڈھیر بن گئیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ طالبان کے گرفتار شدہ رہنماؤں اور القاعدہ کے شک میں بہت سارے افراد کو گوانتانا موبے (کیوبا) میں قید کر دیا گیا جہاں ان کو ذہنی کوفتوں اور جسمانی اذیتوں کے ساتھ ساتھ تذلیل نفسی کا نشانہ بنایا گیا ان پر کسی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر ذاتی انتقام میں یہ سب کچھ کیا گیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

امریکہ کی طرف سے خون مسلم کی ارزانی میں افغانستان پر بے جا تسلط ابھی جاری تھا کہ ایک بار پھر عراق کے خلاف میدان جنگ گرم کیا گیا۔ اس بار جنگ کیلئے یہ جواز بنایا گیا کہ عراق کے پاس مہلک ایٹمی ہتھیار ہیں۔ یہاں امریکہ بہادر سے یہ کون پوچھے کہ سب سے زیادہ یہی ہتھیار تیرے پاس اور اسرائیل کے پاس موجود ہیں۔ جو چیز تمہارے لئے جائز اور ضروری ہے وہ دوسروں کے ہاتھ میں کیوں نہیں ہو سکتی اور اگر یہ ہتھیار انسانیت دشمن ہیں تو تیرے ایٹمی ذخیرے پر بھی یہی تعریف صادق آتی ہے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ عراق کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ پورے ملک پر بے تحاشا بمباری کی گئی۔ جانی و مالی نقصانات کے علاوہ پورے ملک کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔ مگر وہ ایٹمی ہتھیار برآمد نہ ہو سکے جس کو بہانہ بنا کر یہ ساری کاروائی کی گئی تھی۔ ایٹمی ہتھیار برآمد نہ ہونے کا اعتراف برطانیہ اور اب امریکہ نے بھی کر لیا ہے۔ بلکہ بی بی سی نے واضح طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ جنگ سے قبل عراق کے ایٹمی ہتھیار کے بارے میں غلط اعداد و شمار اور معلومات فراہم کرنے کے بارے میں ہمارے اوپر دباؤ تھا۔ جس کا حقیقت کے ساتھ بہت کم واسطہ تھا۔

روس: (افغانستان پر یلغار) روس کے مظالم کی داستان بڑی طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں پر صرف سوشلزم انقلاب برپا کرنے کیلئے چار کروڑ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ روس نے ظاہر شاہ کے وقت سے افغانستان میں اپنے اثرات کے نفوذ کیلئے راہ و رسم بڑھا دیئے تھے۔ افغان صدر ظاہر شاہ بیرون ملک کے دورے پر تھا کہ سردار داؤد نے اس کا تختہ الٹ دیا۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں نور محمد ترکی کی قیادت میں صدر داؤد کا تختہ الٹ کر کمیونسٹ انقلاب برپا کر دیا گیا۔ افغانستان کا پورا ملک اسلامی اور مقامی روایات پر سختی سے کاربند ہے۔ ملک میں

خانہ جنگی چھڑ گئی۔ ۲۵ ردسمبر ۱۹۷۹ء کو روسی افواج نے افغانستان پر حملہ بول دیا۔ امریکہ نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے روس مخالف عناصر کو اسلحہ، رقم اور سامان رسد کی فراہمی شروع کردی۔ اگلے آٹھ نو برس میں امریکہ نے ان عناصر کو دو ارب ڈالر کا اسلحہ دیا۔ ستمبر ۱۹۸۶ء میں امریکہ نے مجاہدین کو اینٹی ائر کرافٹ میزائل دینے شروع کئے جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ سینکڑوں روسی طیارے گرنے سے روس کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس جنگ میں ۳۵ ہزار کے قریب روسی ہلاک ہوئے۔ بالآخر فروری ۱۹۸۹ء تک روسی افواج کو ذلت آمیز شکست کے بعد افغانستان سے نکلنا پڑا۔ یہی شکست آخر کار روس کے ٹوٹ پھوٹ کا ذریعہ بنی اور اس کے کئی حصے بخرے ہو گئے۔ روس کا افغانستان سے نکلنا تھا کہ امریکہ مہربان نے نظریں پھیر لیں۔ اب اس نے روایتی ہرجائی پنے سے کام لے کر افغان مجاہدین اور ان کے بوجھ سے سب سے زیادہ متاثر ملک پاکستان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ افغانستان جہاد میں ۱۵ لاکھ افغان مجاہدین و عوام نے جام شہادت نوش کیا۔ اور پورا ملک کھنڈرات کا نمونہ بن گیا۔

روس۔ چیچنیا مظالم : افغانستان پر ظلم کے پہاڑ توڑنے کی پاداشت میں روس کا اندرونی توازن بگڑ گیا اور وہ سپر پاور ہونے کے باوجود اپنی وحدت قائم نہ رکھ سکا۔ اس توازن کے بگاڑ کے سبب وسط ایشیاء کی چھ مسلم ریاستیں آزاد ہو کر خود مختار حیثیت اختیار کر گئیں۔ ۱۹۹۱ء میں چیچنیا نے بھی روس سے الگ ہو کر اپنی خود مختاری کا اعلان کیا۔ چیچنیا کی ایک ملین میں ۸۰ فیصد سنّی مسلمانوں کی آبادی ہے۔ روس نے ۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۶ء چیچنیا پر جنگ مسلط رکھی۔ اور وہاں کے مسلمانوں کو قوت کے بل بوتے پر دبانے کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

چیچن مجاہدین کے ویب سائیٹ ''کوہ قاف'' کے مطابق اب تک چیچنیا کو مندرجہ ذیل تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔

نوع آبادی	کل تعداد	تباہ شدہ املاک
مساجد	۴۱۲	۳۹۹
چرچ	۹	۵
لائبریریاں	۷۱۷	۵۸۰
کالج و یونیورسٹیاں	۱۰	۱۰
سکول و ہاسٹل	۸۹۲	۸۵۱
جمنازیم	۴۱۲	۲۴۳
ہوٹل	۳۶۰	۳۶۰
سٹیڈیم و سپورٹس کمپلکس	۲۴	۲۱
پارک و تفریح گاہیں	۴۳	۳۹
میوزیم، یتیم خانہ، چڑیا گھر	ایک، ایک، ایک	تمام (۱۰۹)

<u>بوسنیا :</u> یوگوسلاویہ میں چھ کی وحدت سے ۱۹۹۱ء میں تین ریاستیں الگ ہوگئیں۔۱۹۹۲ء میں، بوسنیا کی پارلیمنٹ نے بھی کروشیا اور سربیا کی طرح خودمختاری اختیار کرلی۔ یوگوسلاویہ اور سرب عیسائی، بوسنیائی مسلم ریاست کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ سربوں نے البانوی نژاد مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ بوسنیا میں خون ریزی، عصمت دری اور گینگ ریپ کا انسانیت کُش اور اخلاق سوز بازار گرم رہا اور تین لاکھ البانوی نژاد مسلمان گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ سربیا میں عیسائیوں کی درندگی اور مظالم کی داستان بڑی طویل ہے۔ ایک روح فرسا اور رونگٹے کھڑے کردینے والا واقعہ ملاحظہ ہو۔

مشرقی بوسنیا کے علاقے تزلا کے قرب و جوار میں ایک غم سے نڈھال عینی گواہ کے مطابق تین مسلمان لڑکیوں کو جنگلے سے باندھ دیا گیا۔ ان سے اجتماعی آبروریزی کی گئی پھر تین روز کے بعد ان لڑکیوں پر پٹرول چھڑک کر انکو زندہ جلا دیا گیا۔ [۱۱۰] سربوں کے ہاتھوں ۱۹۹۵ء میں شہید ہونے والے ہزاروں بوسنیائی باشندوں کی اجتماعی قبریں دریافت ہوئی ہیں۔ یہ قبریں ان آٹھ ہزار بوسنیائی باشندوں میں سے بعض کی ہیں جو ۱۹۹۵ء میں لاپتہ ہوگئے تھے۔ اور بعد میں ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ ان کو سربوں نے پشت پر ہاتھ باندھ کر قتل کر دیا تھا اور پھر اس کا ثبوت مٹانے کیلئے بلڈوزروں کے ذریعہ ان قبروں کو ہموار کر دیا گیا تھا۔ اب تک ساڑھے تین ہزار افراد کی قبریں دریافت ہو چکی ہیں۔ [۱۱۱] بوسنیا میں جنگ بندی کے ایک سال بعد ایک برطانوی صحافی نے وہاں کی جو دلخراش رپورٹ پیش کی اس کا کچھ حصہ ملاحظہ ہو۔

''جن علاقوں میں سرب درندوں کا قبضہ ہوا وہاں مسلمانوں کو ہر جگہ سے جمع کیا گیا ان کو دریاؤں کے پلوں پر لے جا کر جانوروں کی طرح لٹا کر ذبح کیا گیا۔ اور ان کی لاشوں پر مٹی ڈال دی گئی۔ اقوام متحدہ کے کیمپوں میں پناہ گزین مسلمانوں پر بھی سرب درندوں نے حملے کیے۔ ہتھوڑوں سے ان کے سر کچل دیئے کھوپڑیاں توڑ ڈالیں۔ معصوم بچوں کو گنوں کے بٹوں سے مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ بعض شہروں میں بڑے بڑے تندوروں میں مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا۔'' [۱۱۲] انسانی تاریخ کے اس سیاہ ترین جرم اور وحشت و بربریت کے اس قتل عام میں بوسنیا کے دس لاکھ مسلمانوں میں سے ڈھائی لاکھ مسلمان صلیبی سربوں کے ہاتھوں انتہائی بے دردی سے قتل کر دیئے گئے۔ [۱۱۳]

<u>اسرائیل:</u> یہود اپنی سازشی ذہن، ریشہ دوانیوں اور انسان دشمن پالیسوں کی وجہ سے ہمیشہ تاریخ انسانی میں معتوب، ذلیل اور بے بس رہے ہیں۔ اور دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے رہے ہیں۔ ان کو دنیا میں کبھی یکجائی نہیں ملی ہے۔ اپنی وحدت اور یہودی ملک کی تشکیل کیلئے یہودیوں نے دنیا بھر میں کئی سال خفیہ کانفرنسیں کیں۔ بالآخر ۱۹۸۷ء میں انہوں نے بڑے غور و خوض کے بعد اپنی تمام تر مساعی ان تین نقاط پر مرکوز کرنے کا فیصلہ کیا۔

(۱) یہودیوں کیلئے ایک قومی وطن کا قیام (۲) دنیا کے مالی نظام پر قبضہ و تسلط

(۳) اسلامی ممالک کو نیست و نابود کرنا

ان مقاصد کے حصول کیلئے یہودیوں نے ساری دنیا میں ایک سازشی جال بچھایا۔ جس کے تحت یہودیوں کی ایک عظیم اور پراسرار شخصیت نے ۳۳ درجے یہودیوں کے نمائندوں کا ایک اجلاس بلایا جس کی کئی نشستوں میں اس نے اپنے عظیم سازشی منصوبے کی تفصیلات بہ غرض توثیق بیان کیں جو باقاعدہ ایک مسودہ کی صورت میں ضبطِ تحریر میں لائی گئیں اور اس پر ان نمائندوں نے اپنے تصدیقی دستخط ثبت کئے۔ دنیا کی یہ بدنام ترین دستاویز ''پراٹوکول'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس دستاویز کا اردو ترجمہ ''عظیم سازشی منصوبہ'' کے نام سے عالمی ادارۂ اشاعت اسلام' چھلیک ملتان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت نظام عالم میں اس وقت ہر جگہ یہودی اثر ونفوذ کارفرما ہے۔ یو این او' یونیسکو' ورلڈ بنک' انٹرنیشنل مانیٹرنگ فنڈ (IMF) وغیرہ کی کلیدی آسامیوں پر یہود قابض ہیں۔ دنیا کی بڑی حکومتوں میں ان کا عمل دخل ہے۔ دنیا کی عظیم سائنسی لیبارٹریوں' اسلحہ ساز کارخانوں' فلمی نگارخانوں' نشریاتی اداروں' خبر رساں ایجنسیوں' صنعتی و تجارتی مرکزوں پر یہود چھائے ہوئے ہیں۔ [۱۱۴] بڑی طاقتوں کی چالبازی سے عالم اسلام اور عرب ملکوں کی وحدت کو پارا پارا کرنے کیلئے دنیائے عرب میں اسرائیل کی حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں نے اپنی مالی اور فوجی امداد سے اتحادیوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا جس کے نتیجہ میں ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو امریکہ اور برطانیہ کی ملی بھگت سے اسرائیلی حکومت قائم کر دی گئی عربوں نے اس کی مدافعت میں ۱۹۴۸ء' ۱۹۵۶ء' ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۳ء میں جنگیں لڑیں مگر بڑی طاقتوں کی پشت پناہی کے باعث وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ [۱۱۵]

اسرائیلوں نے فلسطین میں ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ امریکہ' برطانیہ اور دیگر اسلام دشمن ممالک اس کی مکمل پشت پناہی کر رہے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ امریکہ کو عراق میں مہلک ہتھیار کے محض شبہ پر حملہ کا جواز مل جاتا ہے اور اس بہانے پورے ملک کو تہ و بالا کر دیتا ہے مگر اسرائیل کے سینکڑوں ایٹم بم نظر نہیں آتے۔ مظلوم فلسطینیوں کے گھروں سے روزانہ معصوم بچوں اور جوانوں کے جنازے اٹھتے ہیں۔ ان کے گھر بلڈوزروں کے ذریعہ مسمار کئے جاتے ہیں۔ ان کے محلوں میں ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں گشت کرتی نظر آتی ہیں۔ اس ظلم کے ردعمل کے طور پر ''انتفاضہ'' کی تحریک اور خودکش حملوں نے جنم لیا ہے۔ اور ابھی دنیا نظارہ کر رہی ہے کہ دیکھتے ہیں ظلم وستم کا یہ سلسلہ کہاں جا کر رکتا ہے اور اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

<u>بھارت:</u> برصغیر پر بدقسمتی سے ایک طویل عرصہ تک انگریز حکمران رہے۔ ہندوستان میں رہتے ہوئے انگریز کی کیا پالیسی تھی؟ جناب جانباز مرزا اپنی تالیف ''انگریز کے باغی مسلمان'' میں رقمطراز ہیں کہ الٰہ آباد کے کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل جان کرک نے ۱۸۵۷ء کے فوراً کہا تھا۔

''ہماری کوشش ہونی چاہیئے کہ ہندوستان میں موجودہ مذاہب اور نسلوں کی صورت میں جو اختلاف ہے اسے پوری طاقت صَرف کر کے برقرار رکھا جائے اور اسے کسی صورت ختم نہیں ہونا چاہیئے۔ آئندہ حکومتِ ھند کا سب سے بڑا اصول ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' ہونا چاہیئے۔'' [۱۱۶] پھر انگریز نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ ہندوؤں کو

مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا۔ پروفیسر سید محمد سلیم ''تاریخ نظریہ پاکستان'' میں لکھتے ہیں۔

'' ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ایلن باور نے اپنی حکومت کی پالیسی بیان کرتے ہوئے صاف الفاظ میں کہا تھا'' میں اس حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کرسکتا کہ یہ نسل (مسلمان) بنیادی طور پر ہماری دشمن ہے اس لئے ہماری صحیح پالیسی یہ ہے کہ ہندوؤں کو خوش کیا جائے''۔ (۱۱۷)

ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف کتنا تعصب تھا؟ مہاشہ پرتاب سنگھ کی زبانی سنیئے۔

''۱۹۲۷ء میں سکھر میں ایک جلسہ عام سے خطاب کے دوران مہاشہ پرتاب سنگھ نے علی الاعلان ہندوؤں کو کہا تھا'' اگر تم ایک گائے کی خاطر کراچی سے لیکر مکہ تک تمام مسلمانوں کو ختم کردو تو بھی تھوڑا ہے۔ ہندو دھرم میں جانوروں کا گوشت کھانا منع ہے۔ لیکن مسلمانوں کا خون پینا جائز ہے۔ کسی ہندو کو اس کے پینے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے''۔ (۱۱۸)

ہندومت کی انتہاء پسندی کے باعث برصغیر کئی ملکوں میں تقسیم ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ بابری مسجد شہید کی گئی۔ ہزاروں مسجدوں میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آئے دن ہندو انتہاء پسند تنظیمیں مشہور مساجد کو مندروں میں تبدیل کرنے کے اعلانات کررہی ہیں۔ کشمیر میں مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ اس کے علاوہ سکھوں کا قتل عام کرکے ان کے مذہبی و مقدس مقام ''گولڈن ٹمپل'' کو برباد کیا گیا۔ عیسائی اقلیتوں کا قتل عام اور ان کے گرجوں کا انہدام کیا گیا۔ نچلی ذات کے ہندوؤں کے ساتھ جانوروں سے بدترین سلوک کیا جارہا ہے۔ بھلا جو لوگ اپنے ہم مذہبوں کو برداشت نہیں کرسکتے ان سے دوسروں کے بارے میں رواداری اور برداشت کی توقع کس طرح کی جاسکتی ہے؟! ہندوؤں کی انتہاء پسندی نہ صرف مسلمانوں کیلئے ہے بلکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو برداشت نہیں کرسکتے۔ چنانچہ وہاں آسٹریلیا کے گراہم اسٹیوارٹ کو زندہ جلا دیا گیا۔ ۲۵ دسمبر تا ۴ جنوری ۱۹۹۸ء آٹھ گرجا گھر جلائے گئے۔ عیسائی خاتون سے گینگ ریپ کیا گیا۔ اڑیسہ میں دوسو عیسائی مکانات نذر آتش کئے گئے۔ کیرالہ میں دو پادری ہلاک کئے گئے۔ (۱۱۹) اس کے بالمقابل اہل پاکستان کا حوصلہ دیکھئے کہ قیام پاکستان کے بعد ۳۱ جنوری ۱۹۴۸ء کو بھارتی آنجہانی لیڈر مہاتما گاندھی کے قتل کی وجہ سے پاکستان میں سوگ منانے کیلئے سرکاری دفاتر بند رہے۔ (۱۲۰)

بھارتی ریاست گجرات میں یکم مارچ ۲۰۰۲ء میں ہندوؤں مسلم فسادات بھڑک اٹھے جس کی وجہ سے مرکزی شہر احمد آباد سمیت ۲۶ شہروں میں کرفیو نافذ کردیا گیا تھا جو بعدازاں ۳۷ شہروں تک بڑھا دیا گیا۔ اس کے باوجود ہندو انتہاء پسند تنظیموں نے دل کھول کر مسلمانون کا قتل عام کیا۔ واقعات کے مطابق احمد آباد کے علاقے گل مارگ میں ایک مسلمان وزیر سمیت ۳۸ مسلمانوں کو ایک مکان میں بند کرکے آگ لگادی گئی جس سے تمام مسلمان زندہ جل گئے۔ جرمنی ریڈیو کے مطابق احمد آباد کے مسلمان اکثریتی آبادی والے علاقے میں ایک گھر یا مسجد ایسی نہیں تھی جو ہندو بلوائیوں کے جنون اور آتش انتقام سے محفوظ رہی ہوان فسادات کی وجہ سے ایک لاکھ مسلمان متاثر ہوئے۔

(جاری ہے)